سوال

(235)دعاء قنوت صرف وتر میں پڑھنا چاہیے یا فرائض میں بھی ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا وتر میں دعاء قنوت پڑھنا کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے ؟

(2)دعاء قنوت صرف وتر میں پڑھنا چاہیے یا فرائض میں بھی ؟

(3)دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں ؟ آنحضور ﷺ سے کیا ثابت ہے ؟

(4)کیا دعاء قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے ؟

(5) حنفیوں میں دعاء قنوت پڑھنے کا جو یہ طریقہ رائج ہے کہ وتر میں جب قنوت پڑھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو نماز شروع کرنے کے وقت جس طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں اسی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر اور تکبیر پکار کر پھر نیت باندھ لیتے ہیں اور اس کے بعد دعاء قنوت پڑھتے ہیں کیا رسول اللہ ﷺ سے اس طرز عمل کا کوئی ثبوت ہے ؟ حافظ عبدالتواب از کلکت

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وتر میں دعاء قنوت مرفوع صحیح حدیث سے نہیں تو کم از کم حسن حدیث سے بلاشبہ ثابت ہے ۔ ''عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ قال : علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات اقولہن فی الوتر ، اللھم اہدنی فیمن ہدیت، وعافنی فیمن عافیت ، ، قال الترمذی (کتاب الصلاة باب ماجاء فی القنوت فی الوتر (464)2/328) بعدأخرجہ : ہذا حدیث حسن ،، وأخرجہ ایضا ابوداؤد(کتاب الصلاة باب القنوت فی الوتر(1425)2/134)وسکت عنہ ، ونقل المنذری تحسین الترمذی وأقرہ، وقال الحافظ فی الفتح2/490 : ،، حدیث الحسن قد صحہ الترمذی وغیرہ (لکن لیس علی شرط البخاری) ،، (قلت :یختلف النسخ من کلام الترمذی فی قولہ : ہذا حدیث حسن صحیح ونحو ذلک ، فینبغی أن تصحیح أصلک لجماعة أصول ، تعتمدما اتفقت علیہ ، کذا قال ابن الصلاح فی علوم الحدیث ص : 32، وقال الإمام الربانی محمد بن علی الشوکانی فی تحفة الذاکرین ص : 128 : '' حدیث الحسن أخرجہ اہل السنن ، وابن حبان ، والحاکم فی المستدرک ، وابن ابی شیبة فی مصنفہ ، وصححہ ابن حبان ، والحاکم ، وأخرجہ من حدیثہ أیضا احمد وابن خزیمة والدار قطنی والبیہقی ، قال : وقد ضعف بعض الحفاظ ہذا الحدیث وصححہ آخرون ، وأقل احوالہ إذا لم یکن صحیحا أن یکون حسنا ،، انتہی کلام الشوکانی مختصرا ملخصا .

'' والحسن کالصحیح فی الاحتجاج بہ وان کا دونہ فی القوة ، ولہذا ادرجہ طائفة من نوع الصحیح ، کالحاکم وابن حبان وابن خزیمة ،، (قواعد التحدیث ص : 106) ,

تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حدیث پر دووجہ سے کلام کیا گیا ہے : پہلی وجہ : ابن حبان کے الفاظ میں یہ ہے ''توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحسن ابن ثمان سنین ، فکیف یعلمہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الدعاء ،، (نیل : 3/52) دوسری وجہ : حافظ کے الفاظ میں یہ ہے : ''وَنَبَّہَ ابْنُ خُزَیْمَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ عَلَی اَنَّ قَوْلَہٗ فِی قُنُوتِ الْوِتْرِ تَفَرَّدَ بِہَا اَبُو اِسْحَاقَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ اَبِی مَرْیَمَ وَتَبِعَہٗ ابْنَاہُ یُونُسُ وَاِسْرَائِیلُ کَذَا قَالَ قَالَ وَرَوَاہُ شُعْبَۃُ وَہُوَ اَحْفَظُ مِنْ مِائَتَیْنِ مِثْلِ اَبِی اِسْحَاقَ وَاَبْنَیْہِ فَلَمْ یَذْکُرْ فِیہِ الْقُنُوتَ وَلَا الْوِتْرَ وَاِنَّمَا قَالَ کَانَ یُعَلِّمُنَا ہٰذَا الدُّعَاءَ ،، ثم ، ذکر الحافظ مؤیدات لما ذہب الیہ ابن حبان (تلخیص الحبیر : 1/247).

اس حدیث کی تضعیف کی پہلی وجہ کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت حضرت کا آٹھ برس کا ہونا، اس دعا کے سکھانے اور سیکھنے کی منافی اور اس سے مانع نہیں ہے ، آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں : ''مروا اولادکم بالصلوۃ وہم اَبناء سبع سنین ،، الخ (احمد (2/108) ابوداؤد (3) والحاکم (1/197) ، وقال العزیزی : ''یجب علی الولی اَن یعلم الطفل اَرکان الصلوۃ وشروطہا ، قبل اَن یأمرہ بفعلہا ،، (السراج المنیر) ، اسی لیے امام شوکانی فرماتے ہیں : ''وقد اَشار صاحب البدر المنیر اِلی تضعیف کلام ابن حبان ،، (نیل اوطار 3/53) ، اس حدیث پر کلام کرنے کی دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ ابواسحاق سبیعی اور یونس واسرائیل ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادۃ جو اوثق اور احفظ کی روایت کے معارض اور منافی نہ ہو بالاتفاق مقبول و معتبر ہوتی ہے '' وزیادۃ راویہما اَی الصحیح والحسن مقبولۃ ، مالم تقع منافیۃ لروایۃ من ہو اَوثق ، ممن لم یذکرتلک الزیادۃ ،، (شرح النخبۃ ص : 46) پس حدیث میں لفظ ''قنوت الوتر ،، کے غیر محفوظ ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں ہوسکتا ۔ بنابریں نواب صاحب کا یہ احتمال ''ظاہر آنست کہ آنحضرت وے را دعائے تعلیم کردودے خوش داشت کہ آنرا در قنوت خواند ،، (مسک الختام 1 239).

احتمال محض ہے ۔ اور ظاہر اور اصل کے خلاف ہے ۔ اور حافظ کے پیش کردہ مویدات اصل حدیث میں اس زیادۃ کے غیر محفوظ ہونے کو اور حضرت حسن کا کلام نہ ہونے کو مستلزم نہیں ہیں ، باقی سبل السلام میں علامہ امیر یمانی کی اور تلخیص میں حافظ کی کسی اور عبارت سے یہ سمجھنا کہ انہوں نے اصل حدیث پر جرح کرکے اس کی تضعیف کی ہے ، عدم تدبر پر مبنی ہے ۔ کما یخفی علی من امعن النظر فی کلامہما .

(2) نازلہ (ابتلاء عام اور مصیبت عمومی مثل وباء ہیضہ وطاعون وچیچک وامثال آں یا قحط یا حملہ ومحاصرہ ومقابلہ کفار) کے وقت وتر کے علاوہ پنجگانہ فرائض میں امام کا مناسب حال دعاء قنوت بلند آواز سے پڑھنا ، اور مقتدیوں کا آمین کہنا مسنون و مستحب ہے ۔ یہی مذہب ہے جمہور محدثین کا خلافا للحنفیۃ فاِنہم خصصوا القنوت فی النازلۃ بالجہریۃ فقط فی قول ، بالصبح فقط فی قول آخر ، قال فی البحر الرائق : ،، قال جمہور اَہل الحدیث : القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوات کلہا ،، انتہی وصوبہ الاَمیر الیمانی فی السبل (1/284) ، والاِمام الشوکانی فی النیل (53/3) ، وقال الاِمام النووی فی الاَذکار : ''والحدیث الصحیح فی قنوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الذین قتلوا القراء ، یقتضی ظاہرہ الجہر بالقنوت فی جمیع الصلوات ففی صحیح البخاری (5/177) فی باب تفسیر قولہ تعالی : (لیس لک من الاَمر شئی) ، اَن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجہر بالقنوت فی النازلۃ ،، انتہی اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے : '' " قَنَتَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَہْرًا مُتَتَابِعًا فِی الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاۃِ الصُّبْحِ فِی دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ، اِذَا قَالَ : سَمِعَ اللَّہُ لِمَنْ حَمِدَہُ مِنَ الرَّکْعَۃِ الْآخِرَۃِ، یَدْعُو عَلَی اَحْیَاءٍ مِنْ بَنِی سُلَیْمٍ، عَلَی رِعْلٍ، وَذَکْوَانَ، وَعُصَیَّۃَ، وَیُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَہٗ اَخرجہ ابوداؤد وسکت عنہ ، وذکرہ الحافظ فی التلخیص (1/246) وسکت عنہ ہو اَیضا ، وقال الشوکانی فی النیل (2/400) : ''لیس فی اِسناد مطعن ، اِلا ہلال بن خباب فاِن فیہ مقالا ، وقد وثقہ اَحمد وابن معین وغیرہما ،، انتہی قلت : الظاہر اَن حدیث ابن عباس ہذا لایحط عن درجۃ الحسن اور بغیر نازلہ (حادثہ عامہ) کے وتر کے علاوہ چار نمازوں ظہر عصر ، مغرب ، عشاء میں قنوت کے ترک اور عدم مسنونیت پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور نماز فجر میں اختلاف ہے امام اعظم یعنی امام مالک اور امام شافعی اور سیوطی ثانی علامہ نواب صدیق حسن قنوجی نماز فجر میں قنوت کی مسنونیت کے قائل ہیں ۔ ''عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا ، یدعو علی قاتلی اَصحابہ ببیر معونۃ ، ثم ترک ، فاَما الصبح فلم یزل یقنت حتی فارق الدنیا ،، (اخرجہ الدار قطنی (2/39) وعبدالرزاق (3/110) وابو نعیم واحمد (3/162) والبیہقی (2/207) والحاکم (1/225) وصححہ ،).

امام ابوحنیفہ وامام احمد اور امام شوکانی نماز فجر میں بھی عدم جواز کے قائل ہیں ۔ ''عن اَنس اَن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت شہرا یدعو علی اَحیاء العرب ثم ترکہ (مسلم 2) ، وعنہ اَن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لایقنت ، اِلا اِذا دعا لقوم ، اَو علی قوم ،، (ابن خزیمۃ فی صحیحہ (2/153) والخطیب فی کتاب القنوت) ، ''وعن اَبی ہریرۃ قال : کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقنت فی صلاۃ الصبح اِلا اَن یدعو لقوم ،، (ابن حبان فی صحیحہ) (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان 3/219) ، ذکرالحافظ فی التلخیص (1/246) حدیث انس وحدیث اَبی ہریرۃ وسکت عنہما ، وقال فی التنقیح : ''سند ہذین الحدیثین صحیح ، وہما نص فی اَن القنوت مختص بالنوازل ، وروی الترمذی والنسائی وابن ماجہ من حدیث اَبی مالک الاشجعی عن اَبیہ ، قال : صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم واَبی بکر وعمر وعثمان وعلی فلم یقنت اَحد منہم ، وہو بدعۃ ،، قال الحافظ ''اِسنادہ حسن ،، قال : ''وجمع بین اَحادیث النفی والاِثبات من اَثبت

القنوت، بان المراد ترک الدعا علی الکفار، لااصل القنوت، وروی البیہقی مثل ہذا بجمع عن عبدالرحمن بن مہدی بسند صحیح،، انتہی.

وقال العلامۃ القنوجی: ''احادیث نفی درسنن است واحادیث اثبات در صحیح پس معارض نشودبداں واثبات مقدم است بر نفی غایت مافی الباب آنکہ فعل مرۃ وترک اخری وایں منافی ثبوت وبقا فی الجملہ نیست،، (مسک الختام 1 239).

وقال الطیبی: ''لازم نمی آید از نفی کردن طارق بن شہاب صحابی نفی قنوت زیراکہ ایں شہادت نفی است وجماعی دیگر باثبات آں دادہ مثل حسن وابی ہریرہ وانس وابن عباس وعیرہم،، انتہی.

وأجاب النافون عن حدیث انس بأنہ من طریق أبی جعفر الرازی، قال فیہ عبداللہ بن احمد عن ابیہ: لیس یقوی، وقال النسائی: لیس بالقوی، وقال الفلاس: سیئ الحفظ، وقال أبوزرعۃ: یہم کثیرا، وقال ابن حبان: ینفرد بالمناکیر عن المشاہیر، وقال ابن القیم: ابوجعفر الرازی صاحب المناکیر لایحتج بما تفرد بہ من أہل الحدیث البتہ، ولوصح لم یکن فیہ دلیل علی ہذا القنوت المعین البتہ، فإنہ لیس فیہ أن القنوت ہذا الدعاء، الی آخرما بسط الکلام فیہ، وقال الحافظ فی التلخیص 246/1: ''اختلف الاحادیث عن انس واضطربت، فلایقوم بمثل ہذا حجۃ،، انتہی.

میرے نزدیک امام احمد، وامام ابوحنیفہ کا مذہب راجح ہے یعنی: قنوت فرائض میں نوازل کے ساتھ مختص ہے کیونکہ کسی معتبر حدیث سے بغیر نازلہ کے فجر کی نماز میں قنوت کی مشروعیت اوراس پر استمرار ثابت نہیں ہے بخلاف نفی وبدعت والی روایات کے کہ وہ صحیح اور حسن ہیں پس جب تعارض نہیں تو تطبیق اور جمع کی زحمت اٹھانی فعل عبث ہے علاوہ بریں تطبیق کی کوئی صورت بھی تکلیف سے خالی نہیں ہے کما لایخفی: اسی لیے امام شوکانی فرماتے ہیں: ''إِذَا تَقَرَّرَ لَک ہَذَا عَلِمْت أَنَّ الْحَقَّ مَا ذَہَبَ إلَیْہِ مَنْ قَالَ: إنَّ الْقُنُوتَ مُخْتَصٌّ بِالنَّوَازِلِ وَأَنَّہُ یَنْبَغِی عِنْدَ نُزُولِ النَّازِلَۃِ أَنْ لَا تُخَصَّ بِہِ صَلَاۃٌ دُونَ صَلَاۃٍ وَقَدْ وَرَدَ مَا دَلَّ عَلَی ہَذَا الِاخْتِصَاصِ مِنْ حَدِیثِ أَنَسٍ عِنْدَ ابْنِ خُزَیْمَۃَ فِی صَحِیحِہِ وَقَدْ تَقَدَّمَ، مِنْ حَدِیثِ أَبِی ہُرَیْرَۃَ عِنْدَ ابْنِ حِبَّانَ،، (نیل الاوطار 2/396).

(3) دعاء قنوت وتر میں رکوع سے پہلے اور بعد دونوں جائز ہے اوراولیٰ یہ ہے کہ بعد رکوع پڑھی جائے وہو مختار شیخنا الأجل المبارکفوری کما صرح بہ فی الشرح الترمذی (1/343)، ''عَنْ أَنَسٍ «أَنَّ رَسُولَ اللَّہِ - صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - کَانَ یَقْنُتُ بَعْدَ الرَّکْعَۃِ، وَأَبُو بَکْرٍ وَعُمَرَ حَتَّی کَانَ عُثْمَانُ فَقَنَتَ (ای دائما) قَبْلَ الرَّکْعَۃِ لِیُدْرِکَ النَّاسُ»،، (أخرجہ محمد بن نصر (قیام اللیل ص: 228) قَالَ الْعِرَاقِیُّ: وَإِسْنَادُہُ جَیِّدٌ).

وقال الشوکانی فی النیل (3/53): ''وَقَدْ اُخْتُلِفَ فِی کَوْنِہِ قَبْلَ الرُّکُوعِ أَوْ بَعْدَہُ فَفِی بَعْضِ طُرُقِ الْحَدِیثِ عِنْدَ الْبَیْہَقِیِّ التَّصْرِیحُ بِکَوْنِہِ بَعْدَ الرُّکُوعِ، وَقَالَ: تَفَرَّدَ بِذَلِکَ أَبُو بَکْرِ بْنُ شَیْبَۃَ الْحِزَامِیُّ، وَقَدْ رَوَی عَنْہُ الْبُخَارِیُّ فِی صَحِیحِہِ، وَذَکَرَہُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ فَلَا یَضُرُّ تَفَرُّدُہُ

وَأَمَّا الْقُنُوتُ قَبْلَ الرُّکُوعِ فَہُوَ ثَابِتٌ عِنْدَ النَّسَائِیِّ مِنْ حَدِیثِ أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ: أن رسوالله صلی علیه وسلم کا یوتر فیقنت قبل الرکوع،، وقال الحافظ: ''روی البخاری من طریق عاصم الاحول عن انس: أن القنوت قبل الرکوع،، (1) وقال البیہقی: رواۃ القنوت بعد الرفع أکثر وأضبط، وعلیہ درج الخلفاء الراشدون،، (2) وفی القسطلانی: ''قد صح أنہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت قبل الرکوع أیضا، لکن رواۃ القنوت بعدہ أکثر وأحفظ فہو أولی، وعلیہ وسلم قنت قبل الرکوع أیضا، لکن رواۃ القنوت بعدہ أکثر وأحفظ فہو أولی، وعلیہ درج الخلفاء الراشدون فی اشہر الروایات عنہم وأکثرہا، بخوذلک قال العراقی،، اور نوازل کے وقت پیچگانہ فرائض میں آنحضرت ﷺ سے دعاء قنوت رکوع کے بعد ثابت ہے کما یدل علیہ أحادیث ابن عمر وابی ہریرۃ فی الصحیحین ومسند أحمد پس نازلہ کے وقت دعاء قنوت بعد الرکوع پڑھنا متعین ہے۔

(1) خاص وتر میں دعاء قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھنا آنحضرت ﷺ سے صراحتہ بسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ لیکن صحابہ کرام ابن مسعود (ابن ابی شیبہ وابن المنذر والبیہقی) عمر وانس وابوہریرہ (البیہقی) سے مروی ہے کہ وہ دعاء قنوت میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پس اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھے تو کچھ حرج اور مضائقہ نہیں۔

قال شیخ مشایخنا الإمام الہمام الشیخ حسین بن محسن الأنصاری الخزرجی الیمانی فی بعض فتاواہ: ''وأما رفع الیدین فی حال القنوت کما یرفع الداعی فسنۃ، قال فی دراسات اللبیب (ص: 414): ومما یستغرب أن الحنفیۃ یرفعون الأیدی عند تکبیر الوتر، ولا یرفعون فی قنوت الوتر، وقد أخرج ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ، فی باب عقدہ فی رفع الیدین فی الوتر، بسندہ عن عبداللہ، أنہ کان یرفع

يديه إذا قنت في الوتر، ووجه الإشتغراب أن أحق الناس وأولاهم بالعمل بالحديث عن ابن مسعود، هو الإمام أبوحنيفه، حتى أنه بنى مذهبه على مروياته وأحاديثه الموقوفة عليه، ويقدم الحنيفية آثاره على أكثر المرفوعات عن غيره، لإعتقادهم فيه أنه أعرف بالسنة الثابتة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقد ثبت برواية مثل الحافظ ابي بكر بن ابي شيبة في مصنفه، أنه كان يرفع يديه في قنوت الوتر،، انتهى كلام صاحب الدراسات مختصرا

وقال الحافظ في التلخيص : ''وردالرفع في القنوت عن ابي مسعود وعمر وأنس وابي هريرة،، انتهى.

وقد ثبت رفع اليدين عن النبي صلى الله عليه وسلم في دعاءه على قاتلي أصحابه في قصة القراء، كما أخرجه البيهقي من حديث أنس، قال : فلقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم كلما صلى الغداة ،رفع يديه يدعو عليهم، وهو صحيح الإسناد، كذا في تخريج احاديث الاحياء الحافظ العراقي، وكذا أورده الجلال المحلي في شرح منهاج الإمام النووي، قال شيخ مشائخنا : ''فقد ثبت الرفع من فعل النبي صلى الله عليه وسلم في قنوت غير الوتر، فالوتر مثله لعدم الفارق بين القنوتين، اذهما دعا آن،،.

قال : والحاصل أن وقع اليدين في قنوت الوتر، ثبت من فعل ابن مسعود وعمر وانس هريرة، كما تقدم عن الحافظ ابن حجر، وكفى بهم أسوة، وثبت بهم أسوة، ثبت من فعل النبي صلى الله عليه في غير والوتر، كما سبق،، انتهى مختصرا (نورالعين من فتاوى الشيخ حسين : 1/158).

(2) قنوت پڑھنے کے ارادہ کے وقت اللہ اکبر کہنا اور اس تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ سے۔ خود محققین علمائے حنفیہ اس کے معترف ہیں۔ علامہ شامی ردالمحتار میں لکھتے ہیں :

قال في البحر : وينبغي ترجيح عدم وجوب الرفع لأنه الأصل، إذلا دليل عليه،، انتهى، وقال في البرهان : ولم نقف بعد على دليل نقلي على رفع اليدين والتكبير، ولا على مايقتضي وجوب القنوت،، وقال صاحب الهداية : لقوله صلى الله عليه وسلم للحسن بن علي حين علمه دعاء القنوت، اجعل هذا في ترك، لم يوجد فيه لفظ الامر، وعلى تقدير وجوده، لايدل على الوجوب لعدم بلوغ الحسن حينئذ، فاذا لم يجب على المأمور، لايجب على غيره، وكذا قوله لاترفع الأيدي إلافي سبع مواطن، لم يعد الوتر فيها في الحديث،، انتهى

اور علامہ محمد معین سندھی (جن کی بابت مولوی انورشاہ مرحوم کہتے ہیں : ''كان من علماء السند، اجازه الشاه ولي الله قدس سره بالكتابة، وحرر له : إني أجيزلك ولمن كا أهلا من أهل بلدك، وقد تخفل بطبع كتابة دراسات اللبيب غير المقلدين في زماننا، لأن مصنفه أيضا لم يكن متعصبا مثل هولاء فإذا وجد كلمة حق أقربها،،) دراسات (ص : 414) میں فرماتے ہیں : ''إني أطيل التعجب، ممن لايقول برفع اليدين عند الركوع، والقيام عنه والنهوض عن القعدة الأولى، مع كونه متواترا النقل عن النبي صلى الله عليه وسلم، ويقول بوجوب رفع اليدين في تكبير الوتر، مع أنك لوسألت أمثلهم في أقطار الارض، لايأتي فيه بمرفوع صحيح ولا أثر معتد عليه،، انتهى. (محدث دہلی : ج : 9 ش : 6 رمضان 1360ھ اکتوبر 1941ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 344

محدث فتویٰ